

آج کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ

اور اس کا حل

نوٹ فرمائیں: آج کی دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ان کا مظلوب ہو جانا اور کفر کا غالب حیثیت میں آ جانا ہے۔ دوسرے سب مسائل اس ایک مسئلے کے پیدا کردہ ہیں۔ دنیا کی ڈرائیونگ سیٹ پر کفر براجمان ہے۔ مسلمان بھی اسی کشتی میں موجود ہیں لیکن لرزتے 'کا پچے' سکتے، سبے ہوئے۔ کفر خود سمیت دنیا والوں کو اندھیروں، ظلمتوں، تاریکیوں، مبادیوں، ویرانیوں کی طرف بگڑٹ لیے جا رہا ہے۔ مادیاتی میں غار و شرکین بھول گئے کہ جس اسلام کو وہ منانے کے درپے ہیں وہ حرف مسلمانوں کا ہی نہیں پوری انسانیت بلکہ حیوانات و نباتات کا بھی خیر خواہ اور فیض رساں ہے۔ مثال کے طور پر اسلام صفائی پر اتنا زور دیتا ہے کہ اس کا مطالبہ عرف یہ نہیں کہ صاف ستھرے رہو۔ اس کے نزدیک صفائی نصف ایمان ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ صفائی کیا انسانیت کی ضرورت نہیں؟ انسان کو کیا غلط رہنا چاہئے؟ اسلام سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والے تاجر کو قیامت کے دن نبیوں، صدیقیوں اور شہیدوں کا ساتھی قرار دیتا ہے تو یہ امانتدارانہ تجارت کیا انسانیت کی بھلائی کیلئے نہیں؟ اسلام کی ہدایت یہ بھی ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ یقین جانیں پوری انسانیت اگر اسلام کے اس سنہری اصول پر عمل کرتی تو سرمائے اور منت کے درمیان جو گھمبیر مسائل آتے پیدا ہو چکے ہیں کبھی پیدا نہ ہوتے۔ اسلام کی یہ بھی تعلیم کہ ضرورت سے زیادہ چاقی نہ روکو یعنی اپنا حصہ تو ضرور لو لیکن دوسروں کا حصہ ان کو دو۔ اسلام کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرو اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرو۔ جنت نثار بن جائے یہ دنیا اگر پوری انسانیت اس بے مثل اصول کو اپنالے۔ اسلام کا یہ بھی قانون ہے کہ مرنے والے کی جائیداد اس کے وارثوں، مردہوں یا عورتیں میں تقسیم کرو۔ پھر اسلام اس تقسیم کو مناسب اور

متوازن بنانا ہے کہ معاشرے میں جتنا کسی پر زیادہ بوجھ ہے اتنی ہی وراثت میں اسے زیادہ حصہ دیا گیا ہے۔ بتائیے ورثہ کو یوں بانٹنا مقرر کردہ حصہ و حق کا حصول کیا انسانی فلاح کا ضامن نہیں؟ اسلام سوڈ جوئے، منشیات، رشوت، سفارش وغیرہ کو حرام قرار دیتا ہے اس حرمت کی خلاف ورزی کر کے آج پوری دنیا تباہی و بربادی کے دبانے پر کھڑی ہے۔

اسلام ہی کی یہ تعلیمات ہیں کہ وقت کی پابندی کرو عہد کا پاس کرو بیچ بولنا جھوٹ مت بھولو جھوٹی گواہی نہ دو فریب اور دھوکا دہی کے قریب نہ جاؤ بھڑواہکاری کا دامن قدامت و کبر و غرور کو قریب نہ پہنچنے دو حق سے زیادہ کی حرص نہ کرو عہدوں کا لپٹائی ہوئی نگاہ سے نہ دکھو بے جا حملت اور طرف داری نہ کرو چٹل خوری اور غیبت سے پرہیز کرو کسی کو گالی نہ دو کسی کو برے القاب سے یاد نہ کرو کسی کی تحقیر نہ کرو کم مرتبے والوں کا احترام کرو بے جا تعریف نہ کرو حسد سے بچو زبان کی حفاظت کرو ایذا رسانی کا رویہ مت اختیار کرو آشنا ہو یا آشنا جو سامنے آئے اسے سلام کرو علم حاصل کرو جہالت سے بچو ایک دوسرے کے ہمدرد اور ساتھی بنو صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے نظم و ضبط کی پابندی کرو امیر کی اطاعت لازم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض عین۔ بتائیے ان احکامات میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو انسانیت کے حق میں سراپا خیر نہ ہو؟ اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ ان احسن اوصاف و عادات کو ایک یا چند افراد تک محدود نہیں کرتا بلکہ لازم قرار دیتا ہے کہ دنیا کے ہر فرد تک خواہ وہ کہیں ہمالہ پر ہی آباد کیوں نہ ہو پہنچایا جائے کہ یہ پوری دنیا حسن و خوبی کا مرقع بن جائے۔

افسوس صد افسوس کس قدر نادان نکلا انسان ایک طرف تو اسلام انسان ہی کی فلاح و بہبود اور نجات و مغفرت کا دوسرا نام ہے تو دوسری طرف لاکھوں کروڑوں انسان اس دنیا میں گزرے ہیں آج ہیں اور نہ قیامت ہو گئے جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ ان گنت حکومتیں اور حکمران اسلام دشمنی پر کمر بستہ ہیں۔ کاش کوئی جائے کہ اسلام پر یلغار حقیقت میں انسانیت پر یلغار ہے۔

کفر کے غلبے کا اندازہ اس سے لگائیں کہ یو این او کے ذیلی ادارے سلامتی کونسل میں پانچ ممالک ویٹو پاور کے حامل ہیں چراغ لیکر ڈھونڈیں ان میں سے ایک بھی مسلمان ملک شامل نہیں۔ نتیجہ اس کا یہ کہ تمام مسلم ممالک اگر کوئی قرار و مستحق بھی تیار کر لیں ویٹو کی ایک ٹھوکرا س کی

دھیان بکھیر دیجی ہے۔ پھر یہ بھی کہ طاغوتی دنیا میں کہیں نہ کہیں آئے دن اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کی کتاب..... قرآن مجید کی اہانت کی جاتی ہے پوری اسلامی دنیا احتساب تو کیا ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ دنیائے اسلام کے حکمران علماء، سیاستدان چند دن مذمت مذمت کی گردان کرتے ہیں اور بس۔ یعنی بے بسی اور بے کسی کیا پستی، زوال اور مظلوبیت اسی کا نام نہیں۔

مسلمانوں کا دنیا میں مظلوب اور غار و شرکین کا غالب حیثیت اختیار کرنا ایسی ہمارے تہذیبی ہے جس کا ذکر کرتے لوح و قلم لرزتے ہیں۔ پہلی تہذیبی یہ کہ مسلمان اللہ کی نصرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں آیا:

”اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے“ (آل عمران: 160)۔

آج تو جیسے کہ اوپر ذکر ہوا طاغوتی طاقتیں غالب اور مسلمان مظلوب ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وقت کے موجودہ موز پر مسلمان عالم اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔ اس سے بڑا مسئلہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

مسلمان ہوا اور دنیا میں مظلوب یہ ہے ہی تضاد۔ حقیقت میں بہت بڑا تضاد۔ قرآن مجید اس کا بھی پتہ دیتا ہے فرمایا گیا:

”دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گے“ (آل عمران: 139)۔

یعنی غالب ہونا اور مومن ہونا لازم و ملزوم ہے۔ اب جب کہ مسلمان دنیا مظلوب ہیں تو اس میں کیا شک کہ ان کا مسلمان ہونا مشکوک ہو چکا۔ بتائیے کسی کا مسلمان نہ رہتا کیا یہ ہمارے تہذیبی نہیں؟

صرف یہی نہیں کہ آج مظلوبیت کی صورت میں مسلمانوں کا مسلمان ہونا مشکوک ہو چکا اور وہ نصرت و ایزدی سے محروم ہو چکے بلکہ مظلوبیت کے شکار آج کے مسلمانوں کو چاروں پار

غالب طاغوتی طاغوتوں کے دین کو اپنلا پڑا ہوا ہے اس لیے کہ دین (طرز زندگی) دنیا میں غالب قوت کا ہونا ہے خواہ وہ کتنا ہی بے بنیاد اور ضرر نقصان کیوں نہ ہو۔ ایسا ہی ہے جیسے کہ کسی گاؤں والے اپنے گاؤں کے چوہری کی عادات و اطوار خواہ وہ کتنی ہی پست اور پودی کیوں نہ ہوں اپنانے میں غافیت و غر محسوس کرتے ہیں۔ آج کی دنیا میں جب مسلمان مغلوب ہیں تو وہ دو بڑے گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ چانی کے بہاؤ کی سمت میں بہہ رہا ہے یعنی برضا و رغبت طاغوتی طاغوتوں کا ہم پیالہ و ہم نوالہ بنا ہوا ہے و لدادہ ہے تو طاغوتی کلچر اور ثقافت کا گرین کارڈ کا مستاشی ہونا ہے یعنی اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ انہی میں گل مل جائے۔ ایسے گروہ کو جو طاغوت سے دوستی رکھے قرآن مجید بھی طاغوت جیسا ہی قرار دیتا ہے (مانندہ: 51)۔ اکثر و بیشتر یہ وہی گروہ ہے جو مسلمان ممالک میں صاحب ثروت اور با اقتدار ہے۔ یہ گروہ طاغوتی طاغوتوں سے مل کر اپنے بہن بھائیوں کو مارنے میں بھی کوئی قیامت محسوس نہیں کرتا۔ پھر یہی گروہ ہے جو کچھ اسلام اور کچھ غیر اسلام کے مطلقے کو اختیار کرنے کا عادی اس دنیا میں ذلت و رسوائی سے دوچار ہے اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا سزاوار ہوگا (بقرہ: 85)۔

مظلوبیت کے اس دور میں مسلمانوں کا ایک دوسرا گروہ ہے جو چانی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں رواں دواں بننا بر قلیل لیکن بڑا مضبوط غیور اور پختہ اندازہ روش کا حامل۔ یہ طاغوتی غلبے کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا۔ یہ گروہ طاغوتی طاغوتوں کا مارگٹ ہے۔ وہ اپنے دین پر قائم رہنا چاہتا ہے لیکن طاغوت اسے کھینچنے کے درپے ہے کیونکہ اس کے نزدیک یہ گروہ اس لیے دہشت گرد ہے کہ وہ طاغوت کا باغی ہے۔ دونوں میں لڑائی جاری ہے اختتام پر واضح ہو گا کہ برسر پیکار گروہوں میں کونسا گروہ غالب ہے اور کونسا مغلوب۔ یعنی مظلوبیت کے دور میں بھی یہ گروہ مغلوب نہیں اٹھتا غالب ہونے کی کوشش میں ہے۔

مظلوبیت کے یہ حال قد نقصانات بنامیں اللہ تعالیٰ نے لازم قرار دیا کہ مسلمان دنیا میں مغلوب ہو کر کبھی نہ رہیں۔ امت مسلمہ کو "صحیر امت" قرار دے کر اسے ایسے فرائض منہیں سونپ دیئے جو مسلمانوں کے دنیا میں غالب ہونے کی حیثیت میں ہی قرار پا سکتے ہیں۔ فریضہ

غلبہ دوسری حق فریضہ شہادت علی الناس فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ بھی ادا ہو سکتے ہیں جب مسلمان دنیا میں غالب اور کفار و شرکین چھوٹے ہو کر رہیں۔ الحمد سے لیکر الناس تک پورا قرآن مجید پڑھ جائیں، مسلمانوں کے دنیا میں مغلوب رہنے کا پروگرام کہیں نہیں ملتا۔ بلکہ ہے تو بطور غالب قوت رہنے کا بیابریں رسول ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی غلبہ دوسری حق قرار دیا ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ یعنی توبہ 33، فتح 28 اور صف 9 میں فرمایا:

”وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دوسری حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پوری دین پر غالب کر دے۔“

بعد رسالت یہی ہدف ہے جو مسیح مسلح کو دیا گیا۔ فرمایا:

”اے ایمان لانے والوں! کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتح باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کیلئے ہو جائے“ (انفال: 39)۔

دنیا کے اسلام کے چوٹی کے علماء کرام، مفکرین اور دانشور سر جوڑ کر بیٹھیں یہ فیصلہ کرنے کیلئے کہ اس مسئلے سے اور کونسا مسئلہ بڑا ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے ہم آج کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہیں ہمارا مسلمان ہونا مفلوک ہو چکا اور ہمارے ہاں کا ایک مؤثر طبقہ اغیار کے دین کی طرف مائل ہو چکا۔ توبہ استغفار مغلوبیت سے سو بار توبہ پناہ۔

مسئلہ پیدا ہوا تو کیسے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی بیماری کے علاوہ میں بیماری کی تشخیص کا بنیادی دخل ہوتا ہے۔ بصورت دیگر علاج کی خاطر دی جانے والی دوا بعض اوقات بیماری کو بڑھانے کا باعث بن جاتی ہے۔ مذکورہ مسئلے کی وجوہات کا کھون ہمارے ہاں کے فکر و تدبیر والے حلقے کرتے رہتے ہیں۔ کچھ حلقوں کا خیال ہے کہ امت مسلمہ کو اس مسئلے سے اس لیے دوچار ہونا پڑا کہ ہمارے ہاں یعنی مسلم ممالک میں شربت خواندگی کم ہے۔ کچھ لوگ ہمارے ہاں مطلوبہ ٹیکنالوجی کے نہ ہونے کو وجہ زوال قرار دیتے ہیں۔ اس رائے کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ ہم مسلمانوں میں اتحاد کا فقدان ہے۔ کفار و

شرکیں تو نیو نیو پنی یونین وغیرہ کی شکل میں متحد ہیں اور ہم مسلمان منتشر۔ اس میں کوئی کام نہیں کہ ان مختلف آراء میں کافی وزن ہے لیکن سچے کی بات یہ ہے کہ یہ جتنی خامیاں گنوائی جاتی ہیں مسئلہ مظلومیت کے اسباب نہیں سبب عرف ایک ہے اور یہ سب خامیاں اس ایک سبب کا نتیجہ ہیں۔ مظلومیت بذات خود اس ایک سبب کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی ایک ہمارا قد بھول کہ وہ سبب شومی قسمت امت کی نگاہوں سے اوجھل ہے کوئی اس کام نہیں لیتا۔ مذکورہ اور ان گنت دوسرے نتائج کے پیچھے چھپا نوٹ فرمائیں سبب یہ ہے کہ جس دین کو وہیں اسلام سمجھ کر ہم آج کے مسلمان اختیار کیے ہوئے ہیں یہ وہ دین نہیں ہے جو نبی کائنات ﷺ امت کے سپرد کر کے گئے تھے۔ قرآن و سنت میں تو وہ دین اسی طرح موجود ہے جیسے کہ امت کے سپرد کیا گیا تھا اور اس موجودگی سے ہی پتہ چلتا ہے کہ انحراف ہوا تو کتنا اور کہاں کہاں؟ جس دین کو آج ہم مسلمانوں نے اپنا رکھا ہے وہ اصل میں ”وہیں ملوک“ ہے۔ دور ملوکیت میں اصل دین سے ایسے ادارے نکال دیئے گئے جو قرآن مجید میں تو موجود ہیں یعنی قرآنی ادارے ہیں لیکن ہمارے اختیار کردہ دین میں وہ نہیں ہیں۔ درج ذیل چار قرآنی ادارے دور خلافت راشدہ میں تو دین کا حصہ تھے آج ہمارے اختیار کردہ دین (نظام زندگی) سے معدوم ہیں۔

1- خلیفۃ المسلمین (امیر المؤمنین)

خلیفۃ المسلمین کو دین میں محور کی حیثیت حاصل ہے۔ یاد رہے خلیفۃ المسلمین کی تعریف جیسے کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے کسی صوبے کا نہیں کسی ملک کا نہیں پوری اسلامی دنیا کا واحد حکمران۔ پورے دور نبوت میں کی گئی کاوشوں اور قربانیوں کا حاصل خلیفہ کو لایا دوسرے لفظوں میں نظام خلافت کو قائم کرنا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو دور جہالت تھا دنیا سے تشریف لے گئے تو دور خلافت تھا۔ کہاں ہے آج خلیفۃ المسلمین کیا کوئی ایسا اسلام ہے جو خلیفۃ المسلمین کے بغیر ہو؟ ملوک نے پہلا وار ہی اس پر کیا جو دور نبوت کی جانفشانیوں کا حاصل تھا۔ صدیاں بیت گئیں ہمارے اختیار کردہ دین میں خلیفۃ المسلمین کا وجود نہیں۔ وہیں اسلام بے دینی کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ بے دینی کا حاصل مظلومیت ہی ہو سکتی ہے اور ہے۔ دور

خلافت راشدہ میں جب خلیفہ المسلمین وہی حق کا حصہ تھا، مسلمان ہی دنیا میں بطور غالب قوت موجود تھے۔ جتنا بڑا دین سے انحراف ہوا، اتنی ہی بڑی بھول، مسجد، مسلمہ نظام خلیفہ و خلافت کو تباہ کر کے صدیوں سے لمبی ناکر سوئی ہوئی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ (اس سلسلہ کی مزید تفصیلات ہماری تصنیف ”کتاب خلافت“ میں ملاحظہ فرمائیں)

2- اولوالامر

صرف اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت ہی نہیں، ایک تیسری اطاعت کا بھی ”شرعاً“ قرآن ذکر کرتا ہے۔ کہاں ہیں اولوالامر جن کی اطاعت کی جائے؟ خلیفہ المسلمین کو اولوالامر میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے جب خلیفہ المسلمین نہ رہا تو اولوالامر نہ رہے۔ بھول گئے مسلمان تو اس لیے کہ اولوالامر کو لانے والے خلیفہ المسلمین کو دین کا حصہ بنانا پڑتا ہے یا نظام خلافت کو بحال کرنا پڑتا ہے لیکن اس کو تو ایک ناممکن عمل قرار دے کر ہم مسلمان سو گئے۔ تین اطاعتیں یعنی اللہ، رسول ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت کی بجائے ہم نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت تک محدود کر لیا۔ ادھوری ہے ہماری اطاعت اور ادھورا ہے ہمارا اختیار کردہ دین، نتیجہ مظلوبیت۔

3- شورئی

ارکان شورئی نے کسی بھی مطلوبہ معاملے میں قرآن و سنت کی روشنی میں اس خلیفہ المسلمین کو مشورہ دینا ہوتا ہے جو خود ہمارے اختیار کردہ دین سے معدوم ہے۔ ایسا دین جس میں شورئی کا وجود نہیں، ہم ہی اسے وہی اسلام قرار دیتے ہوئے ہیں ورنہ قرآن و سنت تو صرف اس کو ”اسلام“ قرار دیتے ہیں جس میں شورئی کا وجود ہو۔ ادھورا ہے وہ دین جسے آج کے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے، نتیجہ ظاہر ہے مظلوبیت۔

4- امت مسلمہ

قرآن و سنت متعدد ایسے فرائض مسلمانوں پر عائد کرتے ہیں جو صرف امتی سطح پر کیے جاسکتے

ہیں۔ خود غلبہ دین پھر فریضہ شہادت ملی انسان فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر عالمی سطح پر بھی ادا کیے جاسکتے ہیں جبکہ مسلمان کا وجود ہو۔ عرصہ ہوا کہ مسلمان گنت اقوام میں بیت گئی نذر آسمان مسجد مسلمان کا وجود کہیں نہیں۔ بیٹریں مسلمانوں سے مذکورہ فرائض منہیں کما حقہ ادا نہیں ہو رہے نتیجہ مظلومیت۔ صدیاں بیت گئیں مسلمان دہی حق کی بجائے دہی ملوک اپنا لئے ہوئے ہیں۔ کون و مکان جہان و ششدر کہ مسلمان یہ ادراک بھی نہ کر پائے کہ دہی اسلام کی تمام برکات آج 180 درجے برعکس ہو گئیں۔ عدل کی بجائے ظلم، امن کی بجائے دہشت، خوشحالی کی بجائے پسماندگی و درماندگی اتحاد کی بجائے امتنا، غلبہ کی بجائے مظلومیت آخر کیوں؟

حل:

اللہ تعالیٰ اس کا حل خود بیان کرتے ہیں قرآن مجید میں آیا:

”اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے نزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لیے ان کے اس دین کو غالب کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی حاجت خوف کو امن سے بدل دے گا۔“ (نور: 55)۔

یعنی غلبہ دہی حق دوسرا مرحلہ ہے پہلا مرحلہ قیام خلافت کا ہے جس کے طے ہونے سے ہی دوسرا مرحلہ معرض وجود میں آئے گا۔ مسلمان چین نہ لیں جب تک موجودہ مسلمان ممالک کو باہم مدغم کر کے اسلام کی عظیم تر مملکت واحد کو وجود میں نہیں لایا جاتا جو ایک حکمران یعنی خلیفۃ المسلمین کی سرکردگی میں ہو اور جس کا آئین قرآن ہو۔ گیند دنیا کے اسلام کے علماء و خطباء کے کورٹ میں ہے بحالی خلافت کے یک ٹکائی ایجنڈے کو لے کر آگے بڑھیں انشاء اللہ چند ہی مہینوں میں وہ نظام قائم ہو جائے گا جس کا نام ہے ”نظام خلافت“۔

الداعی الخیر: چودھری رحمت علی، امیر تحریک عظیم اسلام واپٹا اٹاؤن لاہور

فون: 9462188 - 0300 - 35183123 - 042